دور اندیشی

مناظر عاشق ہرگانوی

ایک نواب صاحب تھے۔ ان کی اپنی ریاست تھی اور وہ اپنی ریاست کے سیاہ وسفید کے مالک تھے، لیکن نواب صاحب دل کے بہت اچھے تھے۔ مزاج میں بھی دوسرے نوابوں سے ان کا کوئی میل نہ تھا۔ ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھنا ان کا معمول تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہر کس و ناکس ان سے بہت خوش رہتا تھا۔

ایک دن نواب صاحب اپنے دوستوں اور چند مہمانوں کے ساتھ بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے کہ ان کا باورچی اجازت لے کر نواب صاحب کے روبرو ہوا اور سر جھکا کر بولا:

”حضور! نمک ختم ہو گیا ہے۔“

”بازار سے جا کر خود لے آؤ مگر نمک کی قیمت ادا کرنا نہ بھولنا۔“ نواب صاحب نے ہدایت کی! باورچی سر جھکا کر چلا گیا۔

جب کھانے کا وقت ہوا تو نواب صاحب نے باورچی کو بلا کر پوچھا:

''نمک کے پیسے دے کر آئے تھے؟''

''جی حضور، پوری قیمت دے کر آیا ہوں۔''

باورچی کے جانے کے بعد مہمانوں نے حیرت بھرے لہجہ میں نواب صاحب سے پوچھا۔

''اتنی چھوٹی سی بات دریافت کرنے کی آخر ضرورت کیا تھی کہ قیمت چکا کر آیا ہے یا نہیں۔ ساری ریاست آپ کی ہے۔ آپ کے لیے چیزوں کی قیمت کی ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ پھر نمک جیسی سستی چیز کی قیمت کی ادائیگی کے لیے اصرار.....''

نواب صاحب نے بات کاٹ کر جواب دیا:

''ایک حد تک تو آپ کی بات مناسب ہے۔لیکن اگر چھوٹی یا ہلکی چوٹ کا مناسب علاج نہ کیا جائے تو وہ ناسور بن جاتا ہے۔ ذرا سوچیئے اگر آج اپنے لیے بغیر قیمت ادا کیئے نمک جیسی سستی چیز منگواتا ہوں تو میرے ملازم لوگ قیمتی چیزیں بھی بغیر قیمت ادا کیئے میرے نام پر منگوانا شروع کر دیں گے۔ اس طرح غریب دکانداروں پر ایک طرح سے ظلم ہوگا۔ وہ ظاہراً تو کچھ نہیں کہیں گے، لیکن دل میں یقیناً ہمارے تئیں اچھے خیالات نہیں رکھیں گے۔ پھر ریاست کے ہر شعبے میں دیکھا دیکھی دھاندلی اور رشوت ستانی کی گرم بازاری ہو جائے گی۔ اسی لیے میں نے بازار میں منادی کرادی ہے کہ محل سے تعلق رکھنے والے کسی بھی شخص کو بلا قیمت کوئی چیز نہ دی جائے، ساتھ ہی میں بھی ہدایت دیتا رہتا ہوں۔''

نواب صاحب کے یہ مہمان دوسری ریاستوں کے نواب تھے۔ان کی ریاستوں میں ایسا انتظام نہیں تھا، اس لیے انہیں بڑی حیرت ہوئی اور وہ بغلیں جھانکنے لگے۔ کھانا تیار ہونے پر نواب صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ طعام گھر میں گیے۔ان کے بیٹھتے ہی کھانا لگایا جانے لگا۔کھانا لگاتے لگاتے باورچی سے اچانک قورمے کی ایک بوند کٹورے سے چھلک کر نواب صاحب کے لباس پر گر گئی۔نواب صاھب کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا۔ وہ بولے:

''تمہیں نوابی آداب اور تمیز چھو کر نہیں آئی ہے، تمہاری اس اس بداحتیاطی پر تمہیں پھانسی کی سزا دی جاتی ہے'' اورانہوں نے تالی بجادی۔فوراً دو فوجی افسر کمرے میں داخل ہوئے اور نواب صاحب کے اشارے پر باورچی کی طرف بڑھے لیکن ابھی وہ باورچی تک پہنچ بھی نہیں پائے تھے کہ باورچی نے قورمے کا بھرا ہوا کٹورہ اٹھایا اور نواب صاحب پر انڈیل دیا۔

نواب صاحب ان کے دوست مہمان اور فوجی افسر سب کے سب دم بخود رہ گئے۔ باورچی کی یہ ہمت۔ نواب صاحب گرج کر بولے:

''شاید تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے؟''

''حضور'' باورچی نہایت ہی عاجزی سے بولا۔ ''میرا قصور معاف ہو۔ اگر میں ایک بوند شوربہ کی وجہ سے پھانسی پر چڑھ جاتا تو آپ کی نیک نامی پر داغ لگ جاتا۔ لوگ یہی کہتے کہ اتنی چھوٹی سی غلطی پر باورچی کو پھانسی کی سزا نہیں ہونی چاہیے۔ مگر اب کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کیوں کہ میں نے جان بوجھ کر آپ پر قورمہ انڈیلا ہے۔''

نواب صاحب مسکرادیئے اور بولے:

''جاؤ تمہارا قصور معاف کیا''۔ پھر وہ اپنے حیرت زدہ مہمانوں اور دوستوں سے مخاطب ہوئے۔ ''دیکھا آپ نے، باورچی کی دوراندیشی میں میرے لئے کتنا خلوص اور کتنی محبت ہے۔''

پڑھیے اور سمجھیے:

سیاہ	:	کالا	معمول	:	رواج، دستور
اصرار	:	ضد، ہٹ	ناسور	:	وہ زخم جو ہمیشہ رستا رہتا ہے
منادی	:	ڈھنڈورا	عاجزی	:	انکساری، منت سماجت
مخاطب	:	خطاب کرنے والا، بات کرنے والا			
خلوص	:	پاک صاف، سچی دوستی			

سوچیے اور بتائیے:

۱۔ نواب صاحب کا معمول کیا تھا؟

۲۔ باورچی کس لیے نواب صاحب کے سامنے حاضر ہوا؟

۳۔ نواب صاحب نے باورچی کو بازار سے نمک لانے کے لیے کیا ہدایت دی؟

۴۔ نواب صاحب کو عوام سے کس بات کا ڈر تھا؟

۵۔ نواب صاحب نے بازار میں کس بات کی منادی کرا دی تھی؟

۶۔ باورچی کے کس جرم پر نواب صاحب نے اسے پھانسی کی سزا سنائی؟

خالی جگہوں کو پر کیجئے:

نواب صاحب کے یہ.......دوسری ریاستوں کے نواب تھے۔ان کی ریاستوں میں ایسا.....نہیں تھا۔ اس لیے انہیں بڑی.....ہوئی اور وہ.....جھانکنے لگے۔

املا کو درست کر کے نیچے لکھئے:

مزاز	اجاجت	کیمت	ہجور	اکھری
....	....	....	....	....

بلند آواز سے پڑھیئے:

دم بخود ۔شوربہ۔ شعبے۔بغلیں۔رشوت